پر ہو رہے ہیں اور پھر ان حادثوں میں ایک نہیں بیسیوں فناہ کے گھاٹ اتر رہے ہیں۔ ان کے سلسلے میں کبھی بھی کلمۂ خیر ان کی زبان سے نہیں نکلا آخر ایک طالبہ کے سلسلے کے حادثہ میں اتنی بڑی ہڑبونگ کے کیا معنے ؟

ہمارے نزدیک اس کا صحیح علاج یہ ہے کہ ایسے حادثات کے مرتکب لوگوں کے لیے شرعی سزائیں تجویز کی جائیں، اور جو لوگ بلا جواز ایسی ہڑبونگ کے شرکاء ثابت ہوں ان کے نام نوٹ کر کے ان پر بھی مقدمے چلائے جائیں۔

حادثہ میں جس طالبہ کی جان ضائع ہوئی ان کے ورثاء کو معاوضہ دیا جائے اور جس کی غفلت سے یہ سانحہ رونما ہوا۔ ان کو عبرت آموز سزا دی جائے۔ تاکہ آئندہ محتاط رہیں اور دوسرے اس سے عبرت پکڑیں۔

اب کے اخبارات میں یوم اقبال کے موقعہ پر اقبال کے نظریۂ اجتہاد پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ چونکہ اس پر قلم اٹھانے والوں کی اکثریت مقلد ہے، اس لیے ضرورت اجتہاد کا اعتراف کرنے کے باوجود اس کے لیے وہ ایسی شرائط پیش فرما رہے ہیں جو "نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی" کے مصداق اجتہاد کا دروازہ کھلا رکھنے کی سفارش کرنے کے باوجود وہ عملاً بند ہی رہے گا۔ غور فرمائیے آج سے صدیوں پہلے بہت سے ایسے ائمہ کو بھی اجتہاد کا حق دینے سے انہوں نے انکار کر دیا تھا جن کی اجتہادی صلاحیتیں بھی آشکارا تھیں۔ مثلاً امام سیوطی ہے بلکہ اس سے اوپر چلے جائیں تو بھی اجتہاد کے سلسلے میں جدید اصطلاحات قائم کر کے رسوخ فی التقلید کے لیے فضا کو سازگار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مثلاً فلاں مجتہد مطلق ہے فلاں صاحب منتسب مجتہد ہے اور فلاں مجتہد فی المذہب ہے وغیرہ۔ مجتہد مطلق کے بعد ان کے جتنے ائمہ پیدا ہوئے ہیں، ان کو بھی انہوں نے مجتہد مطلق کی بنیادی صوابدید کا پابند بنا کر رکھ دیا ہے۔ اور ان کے لیے منزلیں متعین کر دی ہیں۔ کہ وہ مجتہد مطلق کے مقرر کردہ اصولوں کی روشنی میں اپنی اجتہادی صلاحیتوں سے کام لیں، غرض یہ رہی کہ اجتہاد ضرور کریں۔ مگر اپنے امام کے نقوش پا کر دیکھ دیکھ کر چلیں۔ غور فرمائیے! جہاں اجتہاد کو اتنا بوجھل بنا دیا گیا ہو۔ اور جو اجتہاد کرنا چاہے وہ فرقے کے امام کے اصولوں کا پابند رہ کر ہی اجتہاد کرے تو اس کی حریت فکر کی برکتیں کیسے ظاہر ہوں گی اور کتاب و سنت کے باب عالی تک ان کو کیسے رسائی نصیب ہوگی ؟

اب اجتہاد پر زور دیا جا رہا ہے۔ لیکن ان کا نقطۂ نظر ہے کہ حنفی رہ کر، حنفی فکر و نظر سے کام

سے کہ اجتہاد کا فریضہ انجام دیا جائے۔ اور اجتہاد کا عمل حنفیت کے سرزمین سے ہی متعلق رہے یعنی ان کے ہر اجتہاد کی ہر تان، ہدایہ، شامی، مبسوط سرخسی، بدائع صنائع وغیرہ پر جا کر ٹوٹے! اگر اجتہاد کا دائرہ کار یہ ہے تو پھر یہی کہا جا سکے گا کہ؎ معلوم شد بافندگی!

لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم اجتہاد کا حق ہر کہ مہ کو دینا چاہتے ہیں حاشا و کلا۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ اجتہاد کو اپنے اپنے معروف حلقوں کے دائرہ میں جاری و ساری رکھنے کے لیے حیلہ جوئی سے کام نہ لیا جائے اور دل سے اہل حضرات کو کتاب و سنت کے مطالعہ کا حق دیا جائے اور ان کو معروف فرقوں کے مجوزہ مفروضات کا پابند نہ بنایا جائے۔ ہاں ملک کو حنفی لاٹھوں پر چلانے کا ہی اگر عزم کر رکھا ہے تو پھر اجتہاد کے نام کی دہائی دینا چھوڑ دیں کیونکہ پاکستان کسی فرقہ کے اتمام اور تکمیل کا زینہ نہیں بنایا گیا۔ جیسا کہ بریلوی اور دیوبندی معصومًا انداز میں پاکستان کو حنفی مسلک کی زلف گرہ گیر کا اسیر بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ جس سے ہمیں اختلاف ہے۔ اجتہاد کا حق ہو اور اہل لوگوں کو حق ملے مگر کسی فرقہ کا اسیر ہو کر نہیں۔ (وما علینا الا البلاغ)

بقیہ: تبصرۂ کتب۔

کی سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم اور عظیم اسلاف رحمہم اللہ کے اقوال و واقعات کی روشنی میں نہایت عمدہ کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ جس میں دو سو آٹھ ۲۰۸ عنوانات کے تحت انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے۔ دینی اخلاق کتاب و سنت کی ہدایات اور رسول اکرم کے اخلاقی فرامین کو نہایت خوبصورت اور فصیح و بلیغ انداز میں پیش فرما کر انسانیت کی اخلاقی اصلاح کی کامیاب کوشش فرمائی ہے۔

کتاب علم و آگہی کا مرقعہ تہذیب و اخلاق کا نہایت قیمتی مجموعہ ہے البتہ بعض مقامات پر زبان کا جھول کھٹکتا ہے دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو جانا چاہیے۔ کتابت اچھی طباعت عمدہ کارڈ کور خوبصورت کاغذ درمیانہ بایں ہمہ قیمت صرف بیس روپے ہم اپنے خوانندگان محترم سے اس کے مطالعہ کی پرزور اپیل کریں گے۔ ہائی سکولوں کالجوں اور ابتدائی دینی مدارس کے طلباء کی تربیت کے لیئے یہ کتاب فائدہ سے خالی نہیں ہوگی۔